ہدیہ اور اس کی شرعی حیثیت

ڈاکٹر بشیر احمد رند

ہدیہ کی تعریف:

ہدیہ ہر اس چیز یا اس مال کو کہا جاتا ہے جو تعظیم یا محبت بڑھانے کے لیے دیا جاتا ہے۔(۱) اس میں دینے والا لینے والے سے کوئی شرط نہیں منواتا کہ اس کے عوض میں فلاں چیز مجھے دو گے یا فلاں معاملہ میں میرے ساتھ تعاون کرو گے۔(۲) عبداللہ بن عبدالمحسن الطریقیؒ نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے:

''ہدیہ ہر اس مال کو کہا جاتا ہے جو محبت کے اظہار' الفت کے حصول اور ثواب پانے کی غرض سے رشتہ داروں' دوستوں' علمائے کرام' بزرگان دین اور ان نیک لوگوں کو دیا جاتا ہے کہ جن کے بارے میں دینے والے کو حسن ظن ہوتا ہے''۔(۳)

ابتداء میں ہدیہ دینے کا مقصد اس شخص کو خوش کرنا ہوتا ہے جسے ہدیہ دیا جارہا ہوتا ہے گو کہ آخر میں ثواب بھی حاصل ہو جاتا ہے۔(۴)

ہدیہ کی اہمیت:

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام امن' سلامتی' محبت واخوت کا دین ہے۔اس لیے وہ ہر اس بات کا حکم دیتا ہے جس سے لوگوں کے مابین محبت' اخوت' اتفاق واتحاد قائم ہو اور وہ ہر اس چیز سے روکتا ہے جس سے لوگوں کے دلوں میں نفرت' حسد' بغض اور عداوت پیدا ہو۔یہی سبب ہے کہ وہ سلام' دعا' دعوت' عیادت اور ہر جائز بات میں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کرنے کا حکم دیتا ہے اور جھوٹ 'غیبت 'طعنہ زنی' تہمت' چوری' لوٹ کھسوٹ' سود' جوا' ملاوٹ وغیرہ جیسے کاموں سے روکتا ہے۔(۵) اور جو چیزیں محبت واخوت کا باعث بنتی ہیں ان میں سے ایک اہم 'ہدیہ' کا لین دین بھی ہے' یہی وجہ ہے کہ اسلام اپنی تعلیمات میں اس کی اہمیت پر بہت زیادہ زور دیتا ہے۔قرآن مجید کی بہت ساری آیات میں نیکی' احسان' صلہ رحمی' باہمی محبت واخوت کا حکم دیا گیا ہے کہ جس سے ہدیہ کے لینے دینے کی اہمیت واضح ہوتی ہے۔اسی طرح بہت ساری احادیث میں بھی ہدیہ لینے دینے کی ترغیب

دی گئی ہے جن میں سے کچھ ذیل میں ذکر کی جاتی ہیں:

احادیث:

(۱) حضرت ابو ہریرۃؓ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: تھادوا تحابوا (۶) ایک دوسرے کو تحائف دیا کرو اس سے باہمی محبت بڑھتی ہے۔"

اس سلسلے میں آپ ﷺ نے یہ بھی رہنمائی فرمائی ہے کہ تحفہ تحفہ ہوتا ہے اس لیے اس کی قیمت کو نہیں دیکھنا چاہیے بلکہ دینے والے کے اخلاص کو دیکھنا چاہیے چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

(۲) تھادوا ان الھدیة تذھب وحر الصدر ولاتحقرن جارة لجارتھا ولوبفرسن شاة (۷)

"ایک دوسرے کو تحائف دیا کرو اس سے دل کا کینہ اور حسد ختم ہو جاتا ہے اور کوئی بھی پڑوسن اپنی پڑوسن کے ہدیہ کو حقارت کی نظر سے نہ دیکھے چاہے وہ بکری کے کھر جیسی کوئی معمولی چیز ہی کیوں نہ ہو۔"

ایک روایت میں آپ ﷺ نے ہدیہ کو دنیا میں رزق کی برکت اور آخرت میں اجر و ثواب کا باعث قرار دیا ہے جیسے آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(۳) تھادوا الطعام بینکم فان ذالک توسعة لارزاقکم فی عاجل الخلف وجسیم الثواب یوم القیمة (۸)

"کھانے پینے کی چیزیں ایک دوسرے کو تحفہ میں دیا کرو اس سے دنیا میں تمہاری روزی میں برکت پڑے گی اور آخرت میں تمہیں بہت زیادہ اجر ملے گا۔"

اخلاص سے دیے ہوئے تحفے کو رد کرنے سے آپ ﷺ نے سختی سے روکا ہے اس لیے کہ اس سے تحفہ دینے والے کی دل آزاری ہوتی ہے اور تحفہ قبول نہ کرنے والے کا تکبر و غرور ظاہر ہوتا ہے چنانچہ ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے:

(۴) ایک مسکین عورت نے مجھے ہدیہ پیش کیا لیکن میں نے اس کے مسکینی حال پر رحم کھا کر قبول نہ کیا پھر میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ بات بتائی تو آپ ﷺ نے فرمایا: اے عائشہؓ! تم نے اس کا ہدیہ قبول کیوں نہیں کیا؟ اور اسے اس کے ہدیہ کا بدلہ کیوں نہیں دیا؟ کیا تو نہیں سمجھتی کہ تم نے اس کے ہدیہ کو حقیر سمجھا؟ اے عائشہؓ! عاجزی وانکساری اختیار کر بیشک اللہ تعالی عاجزی وانکساری اختیار کرنے والوں سے محبت کرتا ہے تکبر و غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔" (۹)

اور آپ ﷺ نے کسی کا دیا ہوا ہدیہ قبول کرنے کو خدا کا دیا ہوا ہدیہ قبول کرنے اور رد کرنے کو اللہ تعالی کے دیئے ہوئے ہدیہ کو رد کرنے کے مترادف قرار دیا ہے‘ جیسے اس روایت سے ظاہر ہے:

(۵) ہدیہ اللہ تعالی کے رزق میں سے ایک رزق ہے‘ جس نے اسے قبول کیا گویا اس نے اللہ تعالی کا ہدیہ قبول کیا اور جس نے اسے رد کیا گویا اس نے اللہ تعالی کے دیے ہوئے ہدیہ کو رد کیا۔(۱۰)

(۶) ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا: اگر مجھے کسی جانور کے اگلے پیر یا کھر میں شرکت کے لیے دعوت دی جائے گی تو میں ضرور شریک ہوں گا‘ اسی طرح اگر مجھے کسی جانور کا پیر یا کھر ہدیہ میں پیش کیا جائے گا تو میں ضرور اسے قبول کروں گا۔(۱۱)

آپ ﷺ نے نہ صرف ہدیہ قبول کرنے کی ترغیب دی بلکہ اس کا بہتر بدلہ دینے کی بھی ترغیب دی ‘چنانچہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

(۷) ہدیہ اللہ تعالی کی طرف سے ایک پاکیزہ رزق ہے‘ تم میں سے جس کو ہدیہ ملے اسے چاہیے کہ وہ اسے قبول کرے اور اس سے بہتر چیز بدلے میں دے۔(۱۲)

سیرت نبویہ ﷺ

رسول اللہ ﷺ نے نہ صرف ہدیہ لینے دینے کی ترغیب دی بلکہ عملی طور پر خود بھی تحائف قبول کیے اور بدلے میں لوگوں کو تحائف عنایت بھی فرمائے‘ جیسے ام المؤمنین عائشہؓ سے روایت ہے:

’’رسول اللہ ﷺ خود تحفہ وصول بھی کیا کرتے تھے اور بدلے میں تحفہ عنایت بھی فرمایا کرتے تھے۔‘‘(۱۳)

مذکورہ روایات کے پیش نظر قاضی ابوبکر ابن العربیؒ (متوفی ۵۴۳ھ) نے کہا:

’’قبول الهدية سنة مستحبة تصل المودة و توجب الالفة‘‘(۱۴)

’’ہدیہ قبول کرنا نبی کریم ﷺ کی سنت اور ثواب کا عمل ہے‘ اس سے محبت بڑھتی ہے اور دلی لگاؤ میں اضافہ ہوتا ہے۔‘‘

ہدیہ کب رشوت ہوتا ہے؟

اسلامی تعلیمات کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر وہ ہدیہ جو رشتہ داری‘ دوستی‘ ذاتی تعلق‘ یا دینی حیثیت کی وجہ سے دیا جاتا ہو کہ جس کا مقصد محض اللہ تعالی کی رضا‘ اور باہمی محبت و الفت کا حصول ہو‘ اس

کالیناد یناباعث اجروثواب اور باہمی محبت والفت میں اضافے اور کینہ‘حسد‘بغض ونفرت کے خاتمے کا ذریعہ ہوتا ہے‘لیکن جوہدیہ اس نیت سے نہ دیا جاتا ہو بلکہ اس کا مقصد مادی غرض یا دنیاوی مفاد حاصل کرنا ہو تو وہ ہدیہ حقیقت میں ہدیہ نہیں ہوتا بلکہ ہدیہ کی صورت میں رشوت ہوتا ہے۔اور یہ وہ ہدیہ ہوتا ہے جو کسی حکمران‘ گورنر‘جج یا سرکاری ونجی ادارے کے بااختیار ملازم کو اس کے عہدہ ومنصب کی وجہ سے دیا جاتا ہو۔اس لیے اسلام ایسے لوگوں کے لیے سوائے چند صورتوں کے باقی ہرصورت میں ہدیہ وصول کرنے کو حرام قرار دیتا ہے اور اسے رشوت شمار کرتا ہے‘جیسے مندرجہ ذیل روایات اور سلف صالحین کے اقوال وکردار سے ظاہر ہے:

(۱)رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

ھدایاالسلطان سحت وغلول‘‘(۱۵)

’’حکمران کے لیے تحائف وصول کرنا سحت (سخت حرام)اور غلول(خیانت)ہے۔‘‘

(۲)ایک اور روایت میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے:

ھدایاالامراء غلول(۱٦)

’’حکمرانوں کے لیے تحائف وصول کرنا ایک قسم کی خیانت ہے۔‘‘

(۳)ایک اور روایت میں آپ ﷺ نے فرمایا:

ھدایاالعمال حرام کلھا‘‘(۱۷)

’’سرکاری افسروں کے سارے تحائف حرام ہیں۔‘‘

ان روایات میں حکمرانوں کے تحائف وصول کرنے کو’’سحت‘غلول اور حرام‘‘ کہا گیا ہے۔اور’’سحت ‘‘عربی میں ہرایسی حرام چیز کو کہا جاتا ہے جس کا نام لینا ہی برا لگے اور انسانی وقار کو مجروح کرے‘اور یہاں اس سے مراد رشوت ہے۔(۱۸)’غلول‘غنیمت کے مال میں خیانت کو کہا جاتا ہے اور غنیمت کے مال میں خیانت گناہ کبیرہ ہے۔(۱۹)

۴۔امام بخاریؒ(متوفی ۲۵٦ھ)نے حضرت ابوحمید ساعدیؓ کے حوالے سے ایک روایت نقل کی ہے کہ’’آپ ﷺ نے بنو اسد قبیلہ کے ایک آدمی کو جو **ابن لتبیہ** کے نام سے مشہور تھا‘اس کو آپ ﷺ نے زکوۃ وصول کرنے کے لیے بھیجا۔جب وہ واپس آیا تو کچھ مال الگ کرکے کہنے لگا:حضور!یہ مال آپ کا ہے‘جو زکوۃ میں ملا ہے اور یہ مجھے تحفہ میں ملا ہے۔یہ سن کر آپ ﷺ سخت

ناراض ہوئے اور لوگوں کو نصیحت کرنے کے لیے منبر پر تشریف لائے۔اللہ تعالی کی حمد وثنا کے بعد فرمایا: اس آدمی کا کیا حال ہے جسے میں زکوۃ وصول کرنے کے لیے بھیجتا ہوں جب وہ واپس آتا ہے تو کہتا ہے یہ مال تمھارے لیے زکوۃ میں ملا ہے اور یہ مجھے تحفہ میں ملا ہے۔ بھلا وہ اپنے والدین کے گھر میں کیوں نہیں بیٹھتا، پھر دیکھے کہ اسے تحائف ملتے ہیں یا نہیں۔اسُ ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے! یہ جو چیز بھی ہماری اجازت کے بغیر لے گا قیامت کے دن اپنے گردن پر اٹھائے ہوئے لائے گا۔''(۲۰)

اس حدیث سے واضح ہے کہ جو تحفہ، عہدہ اور منصب کی وجہ سے ملتا ہے وہ درحقیقت تحفہ نہیں ہوتا بلکہ تحفہ کے نام سے عموماً واکثر رشوت ہوتا ہے۔

۵۔امام مالکؒ (متوفی ۱۷۹ھ) نے مؤطا میں نقل کیا ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ ؓ کو خیبر کے یہودیوں کی طرف خراج وصول کرنے کے لیے بھیجا، تو انھوں نے اسے تحفہ کے طور پر کچھ مال کی پیشکش کی، تو حضرت عبداللہ بن رواحہؓ نے انہیں فرمایا: یہ مال جو تحفہ کے نام سے تم مجھے پیش کر رہے ہو ہم اسے رشوت سمجھتے ہیں۔اور یہ ہمارے ہاں سخت حرام اور ہم رشوت نہیں کھاتے۔(۲۱)

کچھ لوگ بڑے تیز ہوتے ہیں، چاہے ان کا فی الفور کسی حاکم یا سرکاری کارندے سے کوئی کام نہ بھی ہو تو پھر بھی وہ انھیں تحائف دینے کی کوشش کرتے ہیں۔ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ وہ اس طرح ان کی توجہ حاصل کرلیں، اور وقت آنے پر ان سے کام لے لیں۔اس کی مثال حضرت عمر فاروقؓ کے اس واقعہ سے ملتی ہے جسے امام بیہقیؒ (متوفی ۴۵۸ھ) نے اپنی السنن الکبری میں نقل کیا ہے کہ

''ایک آدمی ہر سال حضرت عمر فاروقؓ کو اونٹ کی ران ہدیہ میں دیا کرتا تھا، اتفاق سے اس کا ایک مقدمہ حضرت عمرؓ کے پاس آیا تو اس نے اپنا ہدیہ یاد دلاتے ہوئے اشارتاً کہا: اے امیر المؤمنین! ہمارے درمیان فیصلہ اس طرح کرنا جس طرح اونٹ سے اس کی ران جدا کی جاتی ہے۔فاروق اعظمؓ اس کا اشارہ سمجھ گئے اور اسی وقت اپنے سب گورنروں کو لکھا کہ ہدیہ وصول نہ کیا کرو، کیونکہ وہ حقیقت میں رشوت ہوتا ہے۔''(۲۲)

حضرت عمر فاروقؓ کا اس کے بعد معمول یہ تھا کہ وہ اول تو تحائف وصول ہی نہیں کیا کرتے تھے، لیکن اگر وصول کرتے بھی تو انھیں بیت المال (سرکاری خزانہ) میں جمع کرادیتے تھے۔جب ان سے کہا جاتا کہ حضور اکرم ﷺ تو تحائف وصول کیا کرتے تھے، تو آپ کیوں نہیں وصول

☆اهجر المنبهات والا كنار منها كالشاهي والقهوة واهتنبر التدخين والشيشة وغيرها.☆

کرتے تو آپؒ جواب میں فرماتے کہ بیشک وہ تحائف تھے لیکن اب یہ رشوت ہیں۔(۲۳)

اسی قسم کے ایک سوال کے جواب میں حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ (متوفی ۱۰۱) نے فرمایا تھا کہ وہ آپ ﷺ کے لیے تحائف تھے، لیکن ہمارے لیے رشوت ہیں، اس لیے کہ آپ ﷺ کو آپ ﷺ کی نبوت ورسالت کی وجہ سے تحائف ملتے تھے، حکومت کی وجہ سے نہیں، جبکہ ہمیں حکومت وریاست کی وجہ سے تحائف ملتے ہیں۔(۲۴)

یہی وجہ ہے کہ امام احمد بن حنبلؒ (متوفی ۲۴۱ھ) نے فرمایا تھا کہ

''حکومت کے کسی بھی منصب پر فائز شخص کو میں تحفہ وصول کرنے کی اجازت نہیں دوں گا، اس لیے کہ حدیث میں سرکاری اہلکاروں اور گورنروں کے تحائف کو خیانت کہا گیا ہے۔ خاص طور پر حکمران کے لیے تو میں ہرگز تحفہ وصول کرنا پسند نہیں کرتا، البتہ اس منصب پر فائز ہونے سے قبل جس آدمی سے اس کا تعلق رہا ہو اس سے تحفہ وصول کرسکتا ہے، کیونکہ وہ تحفہ ذاتی تعلق کی بنا پر ہوگا، منصب کی وجہ سے نہیں۔''(۲۵)

یہی وجہ ہے کہ آپ ﷺ بھی صرف ان ہی لوگوں سے تحفہ وصول فرمایا کرتے تھے جن کے بارے میں انھیں یقین ہوتا کہ وہ خوش دلی سے دے رہے ہیں۔ اور یہ بھی یقین ہوتا کہ اس ہدیہ کے پیچھے ان کی کوئی دنیاوی غرض پوشیدہ نہیں ہے۔ اس کے ساتھ آپ ﷺ کی عادت شریفہ یہ بھی تھی کہ بدلے میں اس سے کئی گنا زیادہ تحفہ عنایت فرمایا کرتے تھے۔(۲۶)

واعظ، امام مسجد اور مفتی کے لیے ہدیہ قبول کرنے کی شرعی حیثیت

مذکورہ بحث سے واضح ہوا کہ کسی حکمران یا سرکاری اہلکار کو اس کے عہدہ ومنصب کی وجہ سے جو تحائف ملتے ہیں وہ حرام ہیں، مگر ایک عالم دین جو رضا کارانہ طور پر لوگوں کو دینی دعوت دیتا ہے، ایک مسجد کا امام جو لوگوں کی نماز میں پیشوائی کرتا ہے، اور مفتی جو دینی مسائل میں عوام کی رہبری کرتا ہے، چونکہ ان کے پاس کوئی سرکاری عہدہ ومنصب نہیں ہوتا، اور نہ ہی ریاستی معاملات میں ان کا کوئی عمل دخل ہوتا ہے اور انہیں جو تحائف ملتے ہیں وہ خالص ان کی دینداری، اخلاص، نیکوکاری اور ان میں حسن ظن کی وجہ سے ملتے ہیں، اس لیے فقہائے کرام کا اتفاق ہے کہ ان کے لیے ہدایا وتحائف وصول کرنا اور مخصوص دعوتوں میں شریک ہونا جائز و مستحب ہے۔(۲۷) البتہ مفتی کے حوالے سے فقہاء کرام کی رائے یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مفتی کو کسی دنیاوی غرض کی خاطر تحفہ دیتا ہے، جیسے کسی شخص نے اپنے مخالف کے خلاف

عدالت میں مقدمہ دائر کیا ہوا ہے اور مفتی کا اس عدالت میں اثر ورسوخ ہے اور وہ شخص چاہتا ہے کہ مفتی اس سلسلہ میں اس کی مدد کرے یا فتوے میں اس کے ساتھ رعایت برتے اور اس غرض کے لیے مفتی کو ہدیہ پیش کرتا ہے تو ایسے ہدیہ کا وصول کرنا مفتی کے لئے جائز نہیں ہوگا۔(۲۸)

استاد کے لیے ہدیہ وصول کرنے کی شرعی حیثیت

استاد کو ہدیہ پیش کرنے کی دو صورتیں ہیں:

۱۔ایک یہ کہ کوئی شاگرد اپنے استاد کی فرض شناسی، علمی قابلیت، ذاتی نیکوکاری سے متاثر ہو کر اپنی محبت کے اظہار اور استاد کے اعزاز واکرام کی خاطر اسے کوئی چیز تحفہ میں پیش کرتا ہے تو وہ ایسے ہی جائز اور مستحب ہے جیسے واعظ، مسجد کے امام اور مفتی کو تحفہ پیش کرنا جائز و مستحب ہے۔(۲۹)

۲۔دوسری صورت یہ ہے کہ استاد کو اس کے فرض کی ادائیگی یا امتحان میں کامیاب کرانے یا امتیازی مارکس دینے کے لیے کوئی تحفہ دیا جا رہا ہو تو ایسا تحفہ ایسے ہی حرام و ناجائز ہے جیسے کسی مفتی کی حمایت حاصل کرنے یا فتوے میں رعایت لینے کے لیے کوئی تحفہ پیش کیا جائے۔اور ایسا تحفہ وصول کرنا دوگنا گناہ ہے، ایک تحفہ کے نام سے رشوت وصول کرنے کا اور دوسرا نااہل کو آگے لانے اور اہل کو پیچھے کرنے کا گناہ۔(۳۰)

حکام اور امراء کے تحائف کے بارے میں مسلم مفکرین کی آراء

ڈاکٹر محمود احمد غازیؒ (متوفی ۲۰۱۰ء) حکام اور امراء کے تحائف پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''حکام اور امراء کو مختلف لوگ ہدایا اور تحائف کے نام سے جو کچھ پیش کرتے رہتے ہیں وہ اگرچہ بظاہر ہدیہ یا تحفہ کے معصوم نام سے دیا جاتا ہے، لیکن درحقیقت وہ رشوت کی ہی ایک قسم ہوتی ہے، لہٰذا جو ہدیہ صرف اس وجہ سے دیا جائے کہ متعلقہ شخص کوئی اعلیٰ سرکاری افسر، حاکم عدالت، یا کارندہ ہے وہ رشوت ہے اور حرام ہے۔ہاں! اگر کوئی ہدیہ ایسا ہو جو خاص اس کو دیا جانا مقصود ہو اور اس کے عہدہ کے اثر رسوخ کو دخل نہ ہو جس کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ وہ شخص اس منصب پر فائز ہونے سے قبل بھی اس شخص کے اس طرح ہدایا قبول کرتا رہا ہو تو ایسا ہدیہ قبول کرنا جائز ہے۔''(۳۱)

مفتی محمد تقی عثمانیؒ فرماتے ہیں:

''جس شخص کے بارے میں یقین ہو کہ وہ سرکاری کارندے کو اس کی ذات سے محبت اور خدا کی رضا کی خاطر تحفہ پیش کر رہا ہے تو پھر ظاہر یہی ہے کہ ایسا تحفہ اس منع والے حکم یا وعید میں داخل نہیں ہے، لیکن

☆لا تقرا بعض الكتب التي تربي التشاؤم والاحباط واليأس والقنوط.☆

ایسے مخلص لوگ بہت کم ہیں' زیادہ تر نفاق اخلاص کی صورت اختیار کرتا ہے' اس لیے ہر حال میں حکام اور سرکاری اہلکاروں کو تحائف قبول کرنے سے دور رہنا ہی بہتر اور سلامتی کے قریب ہے۔'' (۳۲)

امام غزالیؒ (متوفی ۵۰۵ھ) نے حکام اور سرکاری اہلکاروں کے تحائف کے بارے میں آپ ﷺ کے ارشادات کو سامنے رکھتے ہوئے ایک بہترین اور بصیرت آموز تبصرہ کیا ہے' آپؒ فرماتے ہیں:

''جب تحائف کے بارے میں یہ سخت ہدایات ثابت ہو چکیں تو اب قاضی' والی' اور ہر سرکاری اہلکار کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو والدین کے گھر میں فرض کرے پھر جن تحائف کے بارے میں سمجھے کہ معزولی کے بعد بھی وہ مل سکیں گے تو عہدہ کے دوران ان کا وصول کرنا اس کے لیے جائز ہے اور جن کے بارے میں سمجھے کہ وہ صرف عہدہ کی وجہ سے مل رہے ہیں ان کا لینا حرام اور ناجائز ہے' اور جن دوستوں کے تحائف کے بارے میں اسے شک ہو کہ معزولی کے بعد ملیں گے یا نہیں اسے چاہیے کہ ان سے دور رہے۔'' (۳۳)

فقہائے حنفیہ نے تو ہدیہ کے بارے میں یہاں تک احتیاط کو ملحوظ رکھا ہے کہ اگر کسی قاضی کے پاس ایسے رشتہ دار یا واسطہ دار کا مقدمہ ہو جو اسے ذاتی تعلق کی بنیاد پر اس عہدے پر فائز ہونے سے پہلے بھی ہدایا دیا کرتا تھا تو اس صورت میں بھی قاضی کو چاہیے کہ اس سے بھی ہدیہ وصول نہ کرے۔ (۳۴)

ہدیہ کی مختلف صورتیں

ہمارے سماج میں دیکھا یہ گیا ہے کہ لوگ عام طور پر کھانے پینے' پہننے اور اوڑھنے یا برتنے کی چیز کو جو ملکیت کے طور پر دی جائے' ہدیہ سمجھتے ہیں' جب کہ فقہاء کرام تو قرض' کسی چیز میں خاص رعایت اور عاریتاً کسی چیز کے دینے کو بھی ہدیہ سمجھتے ہیں۔ (۳۵) مثال کے طور پر کچھ پیسے مہینہ یا سال دو سال کے لیے کسی کو قرض کے طور پر دیے جائیں یا زیادہ قیمت والی چیز کم قیمت میں دی جائے یا گھر' ٹی وی' فریج' گاڑی وغیرہ استعمال کے لیے عاریتاً دی جائے' تو فقہائے کرام ان سب چیزوں کو ہدیہ کی طرح شمار کرتے ہیں۔ اس لیے حکمرانوں یا سرکاری اہلکاروں کے لیے یہ چیزیں بھی ان لوگوں سے لینا درست ہوں گی' جن سے ہدیہ لینا درست ہوتا ہے اور جن سے ہدیہ لینا درست نہیں ہوتا ان سے یہ چیزیں لینا بھی درست نہیں ہوں گی۔ یہی سبب ہے کہ فقہاء کرام قاضی کے لیے بذات خود خریداری کو بھی پسند نہیں کرتے۔ اسی طرح فقہاء کرام مخصوص دعوت کو بھی ہدیہ شمار کرتے ہیں۔ (۳۶) مخصوص دعوت وہ ہوتی ہے جو کسی خاص آدمی کے لیے تیار کی جاتی ہے' اگر صاحب دعوت کو پتہ چل جائے کہ کہ

مخصوص شخص دعوت میں نہیں آرہا تو وہ دعوت تیار ہی نہ کرے۔(۳۷)اس لحاظ سے کسی حکمران یا سرکاری اہلکار کو ایسے آدمی کی خاص دعوت میں شرکت کی اجازت ہوگی جس سے اس کے لیے تحفہ وصول کرنا جائز ہے اور جس سے تحفہ لینا درست نہ ہو اس کی مخصوص دعوت میں شریک ہونا بھی درست نہیں ہوگا' کیونکہ مخصوص دعوت کی حیثیت ہدیہ کی ہوتی ہے۔حیلہ ساز لوگ حکمرانوں اور سرکاری اہلکاروں سے کام لینے کے لیے اس طرح کے حیلے اور بہانے تلاش کرتے ہیں'لہذا ایماندار اور خدا کا خوف رکھنے والے حکمرانوں اور اہلکاروں کو چاہیے کہ وہ ان کی حیلہ سازی اور چال بازی سے خبردار رہیں۔

خلاصہ

ہدیہ ہر اس چیز کو کہا جاتا ہے جو محبت کے اظہار'رشتہ اور تعلق کو مضبوط بنانے'اور ثواب حاصل کرنے کی غرض سے رشتہ داروں'دوستوں'اساتذہ'علماء کرام اور ان لوگوں کو دی جاتی ہے جس سے دینے والے کو حسن ظن ہوتا ہے۔ہدیہ کا مقصد شروع میں اس آدمی کو خوش کرنا یا اس کی دل جوئی ہوتا ہے جسے ہدیہ دیا جارہا ہوتا ہے اگرچہ آخر میں ثواب بھی حاصل ہو جاتا ہے۔ہدیہ لینا دینا حضور اکرم ﷺ کی سنت اور مستحب عمل ہے۔

دنیاوی مفاد حاصل کرنے کی غرض سے دیا ہوا ہدیہ رشوت ہے اور یہ وہ ہدیہ ہے جو کسی حکمران 'گورنر'جج'یا کسی بھی بااختیار سرکاری یا غیر سرکاری ملازم کو اس کے عہدہ اور منصب کی وجہ سے دیا جاتا ہے۔اور کسی بھی بااختیار شخص کو اس کے عہدہ اور اختیار کی وجہ سے جو بھی فائدہ دیا جاتا ہے وہ رشوت ہے'چاہے وہ کسی بھی صورت میں ہو'مثال کے طور پر ایسے شخص کو قرض دینا'رعایت دینا'اور عاریتاً کوئی چیز دینا وغیرہ۔

بااختیار سرکاری اہلکاروں کے لیے ان کے منصب اور عہدے کی وجہ سے مخصوص دعوت کرنا بھی رشوت ہے۔ہر سرکاری اہلکار کو چاہیے کہ وہ اپنے آپ کو والدین کے گھر میں فرض کرے'پھر جن ہدایا کے بارے میں سمجھے کہ معزولی کے بعد بھی مل سکیں گے تو ان کو عہدہ کے دوران لینا درست ہے۔اور جن کے بارے میں سمجھے کہ وہ صرف عہدہ کی وجہ سے مل رہے ہیں تو ان کا لینا حرام ہے۔اور جن دوستوں کے ہدایا کے بارے میں شک ہو کہ معزولی یا ریٹائرمنٹ کے بعد ملیں گے یا نہیں تو ان سے دور رہنا چاہیے۔

☆اشكر ربك على نعمة الدين والعقل والعافية والستر والسمع والبصر والرزق والذرية وغيرها.☆

حواشی

۱۔لوئیس معلوف،المنجد:ص۱۰۰۳،مکتبۃ قدوسیۃ،اردو بازار،لاھور،۲۰۰۹م

۲۔ابن نجیم،زین الدین،البحر الرائق:۶/۲۶۲،دار المعرفۃ،بیروت،الطبعۃ الثانیۃ،س ن

۳۔الطریقی،عبداللہ بن الحسن،جریمۃ الرشوۃ فی الشریعۃ الاسلامیۃ:ص۶۸،جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیۃ،ریاض،الطبعۃ الاولی،۱۹۸۲م

۴۔الجیلانی،فضل اللہ،الصمد فی توضیح الادب المفرد لمحمد بن اسماعیل البخاری:۲/۵۰،المطبعۃ السلفیۃ،مصر،۱۹۶۱م

۵۔جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:﴿وتعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان﴾(المائدۃ:۵:۲)

۶۔الھندی المتقی،علاء الدین علی بن حسام الدین،کنز العمال فی سنن الاقوال والافعال:۶/۱۱۰،مؤسسۃ الرسالۃ،بیروت،۱۹۷۹م

۷۔ایضا:۶/۱۱۰

۸۔ایضا،۶/۱۱۶

۹۔کنز العمال:۵/۸۲۱

۱۰۔ایضا:۵/۱۱۶

۱۱۔ایضا:۶/۱۱۶

۱۲۔البخاری،ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل،صحیح البخاری،کتاب النکاح،باب من اجاب الی کراع:۸/۵۱۷۸،دار السلام للنشر والتوزیع،الریاض،الطبعۃ الثانیۃ،۱۹۹۹م

۱۳۔کنز العمال:۶/۱۱۶

۱۴۔الترمذی ابوعیسی محمد بن عیسی،جامع الترمذی،ابواب البر والصلۃ عن رسول اللہ ﷺ،باب ماجاء فی قبول الھدیۃ والمکافاۃ علیھا:۱۹۵۳،دار السلام للنشر والتوزیع،الریاض،الطبعۃ الاولی،۱۹۹۹م

۱۵۔الجیلانی،فضل اللہ،فضل اللہ الصمد فی توضیح الادب المفرد:۲/۵۰

۱۶۔کنز العمال:۶/۱۱۵

۱۷۔البیھقی،احمد بن الحسین،کتاب آداب القاضی،باب لا یقبل منہ ھدیۃ:۴/۲۰۴۷،دار الکتب العلمیۃ،بیروت،الطبعۃ الثانیۃ،۲۰۰۳،

۱۸۔کنز العمال:۶/۱۱۲

۱۹۔الافریقی،ابن منظور محمد بن مکرم،لسان العرب:۲/۴۱،صادر،بیروت،۱۹۶۸م

۲۰۔المظھری،محمد ثناء اللہ،التفسیر المظھری،سورۃ آل عمران:۲/۱۶۳،مکتبۃ الرشیدیۃ،الباکستان،۱۴۱۲ھ۔

۲۱۔القرطبی،ابوعبداللہ محمد بن احمد،الجامع لاحکام القرآن:۴/۲۶۱،دارالکتب المصریۃ،القاھرۃ،الطبعۃ الثانیۃ،۱۹۶۴م

۲۲۔مالک بن انس بن مالک،المؤطا،کتاب المسافاۃ،باب ماجاء فی المساقاۃ:۲۵۹۵،مؤسسۃ زایدان سلطان،الامارات،الطبعۃ الاولی،۲۰۰۴م

۲۳۔شاہ ولی اللہ،احمد بن عبدالرحیم،المسوی من احادیث المؤطا:۲/۲۳۴،مکۃ المکرمۃ،المطبعۃ السلفیۃ،۱۳۵۳ھ،القرضاوی یوسف،الحلال والحرام فی الاسلام :ص۳۰۷، مکتبہ وھبۃ،مصر،۱۹۷۶م

۲۴۔السنن الکبری:۱۰/۱۸۳

۲۵۔الطریقی،عبداللہ بن عبدالمحسن ،جریمۃ الرشوۃ:ص۷۱،موسسۃ الجریسی للتوزیع،الطبعۃ الاولی،۱۹۸۲م

۲۶۔الطرابلسی،علاؤالدین علی بن خلیل،معین الحکام فیمایتردد بین الخصمین من الاحکام :ص۱۶،مطبعہ مصطفیٰ البابی الحلبی واولادہ،مصر،الطبعۃ الثانیۃ،۱۹۷۳م

۲۷۔جریمۃ الرشوۃ:ص۶۹

۲۸۔لجنۃ العلماء براسۃ نظام الدین البلخی ،الفتاوی ھندیۃ :۳/۳۳۰،دارالمعرفۃ للطباعۃ والنشر ،بیروت،الطبعۃ الثالثۃ،۱۹۷۳م

۲۹۔جریمۃ الرشوۃ:ص۷۵۔۷۶

۳۰۔ابن عابدین،الدمشقی ،ردالمحتار علی الدرالمختار:۶/۴۲۳،دارالفکر،بیروت،الطبعۃ الثانیۃ،۱۹۹۲م

۳۱۔جریمۃ الرشوۃ:ص۷۵

۳۲۔ایضا:ص۷۰

۳۳۔العثمانی،شبیراحمد،فتح الملھم بشرح صحیح الامام مسلم:۳/۳۱۰،داراحیاء التراث العربی ،بیروت،الطبعۃ الاولی ،۲۰۰۶م

۳۴۔غازی،محموداحمد،ڈاکٹر،ادب القاضی :ص۱۸۵،ادارہ تحقیقات اسلامی،اسلام آباد،طبع اول،۱۹۸۳ء

۳۵۔الغزالی،محمد بن محمد،احیاءعلوم الدین:۲/۱۵۶،دارالکتب العلمیۃ،بیروت

۳۶۔ابن نجیم،البحرالرائق :۶/۲۸۰

۳۷۔ایضا:۶/۲۸۰

....

☆عش مع القرآن،حفظا وتلاوۃ وسماعا وتدبرا فانہ من اعظم العلاج لطرد الحزن والھم ☆